پروفیسر محمد صدیق

شیخ سعدی
احوال و آثار

شیخ سعدی کا نام مشرف الدین اور والد کا نام مصلح الدین تھا ۔ انڈیا آفس لائبریری [۱] میں کلیاتِ سعدی کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے ، جو ابوبکر بن علی بن محمد نے ۷۲۸ ھ (۱۳۲۸ء) میں کتابت کیا تھا ۔ اس نسخے میں شیخ کا نام مشرف الدین لکھا ہے اور یہی مستند ہے ، کیونکہ دوسرے بے شمار تذکرہ نویسوں نے ان کا نام مصلح الدین اور شرف الدین لکھا ہے ، جو بعد کی روایات پر مبنی ہے ۔

شیخ کے دادا کا نام کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھا اور نہ کسی داخلی شہادت ہی سے معلوم ہوسکا ہے ۔ فقط ایک کیٹلاگ [۲] میں ان کے دادا کا نام عبداللّٰہ تحریر کیا گیا ہے ۔ اس کیٹلاگ پر اعتماد کرتے ہوئے اب ہم شیخ کا پورا نام اس طرح درج کرتے ہیں :

" مشرف الدین بن مصلح الدین بن عبداللّٰہ "

شیخ کے آباؤ اجداد ماہرین شریعت اور عالمانِ دین تھے۔ ان کے والد ایک متقی ، پرہیزگار اور باشرع مسلمان تھے ۔ انہوں نے ابتدا ہی سے سعدی کی تعلیم و تربیت نہایت عمدگی سے کی ۔ بچپن ہی سے ان کو عبادت اور تلاوتِ قرآن پاک کا بےحد شوق تھا ۔ لیکن والد سے تعلیم و تربیت کا یہ سلسلہ زیادہ

---

[۱] Catalogue of Persian Mss in India Office Library, V.I.No:1117

[۲] فہرس المخطوطات الفارسیہ ٦٦ ۔ جلد اوّل (الف ش) ص ، ۲۸ ۔ اندراج نمبر ۱۱۳

دیر تک قائم نہ رہ سکا ۔ وہ ابھی کم سن ہی تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا ۔ خود لکھتے ہیں :۔

مرا باشد از دردِ طفلان خبر
کہ در طفلی از سر برفتم پدر

سعدی شیراز میں پیدا ہوئے اور اسی مردم‌خیز خطۂ ایران میں موت کو لبیک کہا ۔ ان کا مزار " سعدیہ " کے نام سے مشہور ہے ، جو شیراز سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر نہایت پُرفضا مقام پر واقع ہے ۔ سعدی کو شیراز سے بہت محبت تھی اور وہ شیرازی ہونے پر نازاں تھے ۔ خود لکھتے ہیں :

ہر متاعی زمعدنی خیزد
شکر از مصر و سعدی از شیراز

فارسی ادب کے اس عظیم شاعر اور ادیب کے سالِ ولادت و وفات کے متعلق تمام تذکرہ نویسوں کا سخت اختلاف ہے ۔ ان کی عمر ۱۰۲ سال سے ۱۲۰ سال تک بتائی جاتی ہے ۔ پروفیسر براؤن اور سر گورا وسلی کا استدلال ہے کہ سعدی ۵۷۹ ھ (۱۱۸۴ء) میں پیدا ہوئے ۔ متعدد تذکرہ نویسوں نے ان کی تاریخ وفات ۶۹۱ ھ (۱۲۹۲ء) لکھی ہے ۔ بہ زمانہ ارغون بن آبا قان خان بن ہلاکو خان بن چنگیز خان کا تھا ۔ مگر یہ بات مسلم ہو چکی ہے کہ ان کی پیدائش ساتویں صدی ہجری بمطابق بارھویں صدی عیسوی کے نصف میں ہوئی ۔

رضا قلی ہدایت " تذکرہ ریاض العارفین " میں سعدی کی تاریخ وفات کے بارے میں یوں لکھتے ہیں :

" مدت صد و دو سال عمر یافتہ ۔ بالجملہ وفاتِ شیخ درسنہ ۶۹۱ ھ " [۳]

مولانا شبلی نعمانی " شعر العجم " جلد دوم میں سعدی کی تاریخ وفات کے متعلق رقم طراز ہیں :

" سالِ ولادت معلوم نہیں ۔ وفات کی نسبت سب متفق ہیں کہ ۶۹۱ ھ میں ہوئی " ۔ [۴]

---

[۳] تذکرہ ریاض العارفین مطبوعہ ایران ص ۱۲۲ [۴] شعر العجم ج دوم ، مطبوعہ فرمان علی اینڈ سنز لاہور ۔ ص ۲۵

رضا زادہ شفق نے " تاریخ ادبیات ایران " میں ذرا رعایت سے کام لے کر حتمی فیصلہ نہیں کیا بلکہ لکھتے ہیں :

" اس عظیم المرتبت شاعر کی وفات ۶۹۱ ھ ـــ ۶۹۴ھ کے درمیانی سالوں میں خود ان کے وطن شیراز میں ہوئی اور وہ اسی شہر میں دفن ہوئے " [۵]

مرحوم پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال اُستاد شعبۂ فارسی ، اورنٹیل کالج لاہور نے ۱۹۲۸ء میں اورنٹیل کالج میگزین میں سعدی کے کچھ رقعات شائع کیے تھے ، جن سے سعدی کا ۶۹۳ ھ (۱۲۹۴ء) تک بقید حیات رہنا ثابت ہوتا ہے ـ

اگر سعدی کی عمر ایک سو دو سال تسلیم کر لی جائے تو ان کی پیدائش کا سن ۵۹۱ ھ (۱۱۹۵ء) برآمد ہوتا ہے ـ سعدی نے خود بیان کیا ہے کہ ابو الفرج ابن جوزی [۶] کے شاگرد ہیں ـ ابن جوزی نے ۵۹۷ ھ (۱۲۰۱ء) میں وفات پائی ـ دوسرے لفظوں میں ابن جوزی کی موت کے وقت سعدی کی عمرچھ سات برس تھی ـ اس زمانے میں ابن جوزی مدرسۂ نظامیہ بغداد میں مدرس تھے ـ چھ سات سال کی عمر میں ایک طالب علم کا شیراز سے بغداد جانا قیاساً ناممکن معلوم ہوتا ہے ـ اگر اس امر کو مان بھی لیا جائے تو دوسرے واقعات کی کڑیاں آپس میں نہیں ملتیں ـ

سعدی اپنی معروف کتاب " گلستان " میں خود سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں ـ

ای کہ پنجاہ رفت و دو خوابی
مگر این پنج روز دریابی

---

[۵] تاریخ ادبیات ایران مترجم مبارز الدین ـ مطبوعہ ندوۃ المصنفین ، اعظم گڑھ ـ ص ۳۳۴

[۶] ابو الفرج عبد الرحمان بن الجوزی بن علی (۵۰۸/۱۰ ھ ـــ ۵۹۷ ھ) مطابق (۱۱۱۴ء ـــ ۱۲۰۱ء) بغداد میں پیدا ہوئے ـ انکی تالیفات و تصانیف کی تعداد ۵۱۹ ہے ـ انکی کتب کا کیٹلاگ عبد الحمید العلوجی نے "مولفات ابن الجوزی"

گلستان کا سن تصنیف ٦۵٦ ھ (۱۲۵۸ء) ہے ۔اگر گلستان کی تصنیف کے وقت ان کی عمر ۵۰ سال تھی تو اس طرح ان کی تاریخ ولادت ٦۰٦ ھ (۱۲۰۹ء/۱۲۱۰ء) نکلتی ہے ۔ پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی نے ان کی تاریخ وفات ٦۵۰ ھ (۱۲۵۲ء) لکھی ہے ۔ [۷]

گویا سعدی کا مذکورہ سال ولادت و وفات دونوں غلط ثابت ہو گئے اور ان کی پیدائش و وفات کے سنین کا مسئلہ آج بھی متنازعہ فیہ ہے ۔

عرض دنیا کے اس عظیم شاعر ، ادیب اور ناصح کے سوانحی حالات کلی طور پر پردہ اخفا میں ہیں ۔ اگرچہ سعدی پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن ان کی خود سعدی کے اپنے اقوال اور تحریروں سے تردید و تکذیب ہو جاتی ہے ۔ ماخذ اس کی اپنی تصانیف میں ایسے جملے ہوتے ہیں جو دانستہ یا نادانستہ طور پر مصنف کے قلم سے اپنے متعلق نکل جاتے ہیں اور ان جملوں کی مدد سے محققین اس ادیب اور شاعر کی حیات مرتب کرنے میں مدد لیتے ہیں ، مگر سعدی کے یہاں یہ اصول کامیاب نہ ہو سکا ۔ معروف انگریز سکالر اے ۔ جے ۔ آربری سعدی کے متعلق لکھتا ہے ۔

"In any case it has long been recognized that Sadi's writings afford a very insecure basis for reconstruction of his biography."[۸]

سعدی نے بہت سی باتیں اپنے متعلق ایسی لکھی ہیں ، جن کی تصدیق بیرونی شواہد سے نہیں ہوتی ۔ یا تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ شیخ نے خود جابجا غلطیاں کیں یا ہم تک پہنچی ہوئی تصانیف سعدی تحریف سے خالی نہیں ہیں ۔

کے نام سے مرتب کیا ہے ۔ یہ کیٹلاگ بغداد میں ۱۹٦۵ء میں چھپ چکا ہے ۔

[۷] تاریخ ایران جلد دوم مطبوعہ مجلس ترقی ادب ص ۲۸۱

[۸] Classical Persian Literature by A.J.Arbery pp: 187

سعدی نے جب ہوش سنبھالا تو خطۂ فارس کو علم و ادب کا گہوارہ پایا ۔ ہونہار تو تھے ہی ، طبیعت میں حصولِ علم کا شوق پیدا ہوا ۔ علم کی پیاس بجھانے کے لیے سعدی نے اپنے زمانے کے عظیم مدارس اور جید علماء سے فیض حاصل کیا حتیٰ کہ جب سیاسی اور تاریخی حالات سے مجبور ہو کر شیراز چھوڑا ، اس وقت بھی وہ علم کی جستجو میں ہمہ تن مصروف رہے ۔

سعدی نے نظامیہ [9] بغداد میں عظیم استادوں سے علم حاصل کیا ۔ مختلف تذکرہ نگاروں کے مطابق انہوں نے اس مدرسے میں علامہ ابن جوزی اور شیخ شہاب الدین سہروردی سے اکتساب کیا ۔

سعدی جب مدرسہ نظامیہ میں پڑھتے تھے تو انہوں نے اپنی آنکھوں سے خلافتِ بغداد کی شان و شوکت ، کروفر اور جاہ و جلال دیکھا ۔ اس تزک و احتشام کے بعد ہلاکو خان کے لشکر کے ہاتھوں خلافتِ بغداد کا عبرت ناک زوال بھی انہوں نے بنظر خود دیکھا ۔ وہ اس تباہی اور بربادی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ خلیفہ بغداد مستعصم باللہ کا نہایت درد ناک

---

[9] مدرسہ نظامیہ خواجہ نظام الملک طوسی نے ۱۰٦۷ء میں تین لاکھ روپے کی لاگت سے بنوایا تھا ۔ شیخ سعدی نے خود وضاحت کی ہے کہ میں نے باطنی فیض شیخ شہاب الدین عمر سہروردی متوفی ٦۳۲ ھ (۱۲۳۴ء) سے پایا ۔ شیخ سہروردی سلسلۂ سلوک سہروردیہ کے بانی ہیں ۔ ان کی معروف کتاب " عوارف المعارف " ہے ۔ یہ کتاب صوفیائے کرام ، سلوک کے ابتدائی مدارج طے کرنے کے لیے بطور سبق پڑھتے ہیں ۔ چنانچہ شیخ سعدی کے اپنے کلام نظم و نثر میں شیخ سہروردی کی تعلیمات کا عکس صاف اور گہرا نظر آتا ہے ۔ خود فرماتے ہیں :

مرا پیر دانائے فرخ شہاب
دو اندرز فرمود بر روئے آب

یکے آنکہ برخویش خودبین مباش
دگر آنکہ برغیر بدین مباش

مرثیہ لکھا ۔

سعدی نے عمر کا بڑا حصّہ سیروسیاحت میں گزارا۔ انہوں نے ملک ملک کی سیر کی ۔ سرگورا وسلی لکھتے ہیں کہ مشرقی سیاحوں میں ابن بطوطہ کے بعد سعدی سب سے بڑے مشرقی سیاح ہیں ۔ گلستان اور بوستان کی رُو سے انہوں نے مشرق میں خراسان ، ترکستان اور تاتار کا سفر کیا ۔ بلخ و کاشغر میں قیام کیا ۔ جنوب میں سومنات (ہندوستان) شمال مغرب میں عراق ، آذر بائیجان ، عرب ، شام ، فلسطین اور ایشیائے کوچک ، اصفہان ، تبریز ، بصرہ ، کوفہ ، بیت المقدس اور دمشق کی سیر کی ۔

سعدی نے بری سفر کے علاوہ بحری سفر بھی اختیار کیے ۔ خلیج فارس ، بحرعمان ، بحرہند ، بحر عرب ، بحر قلزم اور بحر روم کے متعدد سفر ان کی تصانیف سے ثابت ہوتے ہیں ۔

انہوں نے چودہ مرتبہ پاپیادہ حج کیا ۔ وہ اکثر بے سروسامان اور متوکل درویشوں کی طرح سفر کرتے تھے۔ سفر کے بعد انہوں نے تجربات و مشاہدات کو اپنی تصانیف میں اس طریقے سے سمویا ہے کہ پڑھنے والا اشکباری اورعبرت پذیری کے بغیر نہیں رہ سکتا ۔

شیخ سعدی ایک درویش آدمی تھے ۔ بچپن سے تصوف کی طرف رجحان والد کی صحبت کا اثر ہے ۔ کیونکہ سعدی کے والد نے ان کو عالم بننے کی بجائے عامل ، متقی اور پرہیزگار بننے کی تلقین کی تھی ، لیکن ان کے والد جلد ہی اللہ کو پیارے ہوگئے ۔ اس کے بعد انہوں نے تحصیلِ علم کے لیے رختِ سفر باندھا ۔

ان کے حالاتِ زندگی [۱۰] بہت کم ملتے ہیں ۔ خود شیخ

---

[۱۰] عبداللہ خویشگی قصوری نے ۱۱۰۵ء میں بہارستان شرح گلستان لکھی تو دیباچے میں شیخ سعدی کے حالات قدرے اختصار سے تحریر کیے ۔ ایک جگہ شیخ سعدی کی عمر ایک سو دو سال بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ انہوں نے تیس سال تحصیلِ علوم ،تیس سال سیروسیاحت اور تیس سال سجادہ اطاعت میں بسر

سعدی کے بیان سے کئی دلچسپ واقعات ہمارے سامنے آتے ہیں ۔ جب ان کے والد نے ان کو پڑھنے کے لیے مدرسہ میں بٹھایا لکھنے کے لیے تختی اور کاغذ ، دلچسپی کے لیے ایک طلائی انگوٹھی خرید کر دی ۔ بچے تو تھے ہی ، کسی آدمی نے مٹھائی دے کر طلائی انگوٹھی اینٹھ لی ۔

زعہد پدر یاد دارم بسے
که باران رحمت برو ہر دمے

که در طفلیم لوح و دفتر خرید
زبہرم یکے خاتم زر خرید

پدر کردناگہ یکے مشتری
به شیرینی از دستم انگشتری

ایک دفعہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے قاضی کے دربار میں گئے ۔ اونچی صف میں جا کر بیٹھے ، قاضی نے خشم گین نظروں سے دیکھا اور میر دربار نے جو لوگوں کو حسب مدارج بٹھانے پر مامور تھا ، ان کے پاس آکر کہا ۔

ندانی که برتر مقام تو نیست
فرو ترنشین یا بروبا بالیست

بے چارے وہاں سے اٹھ کر نچلی صف میں آکر بیٹھ گئے ۔ تھوڑی دیر کے بعد حسب معمول کسی فقہی مسئلہ پر بحث چھڑی

کیے ۔ لکھتے ہیں ۔

" لقب شیخ مصلح الدین است ۔ درفضل و کمال وحسن سیرت وصاحب کمالات است ۔ صد و دو سال عمر یافت ۔ سی سال به تحصیل علوم و سی سال بسیاحت مشغول بود تمام ربع مسکون راسیاحت کرده و سی سال دیگر برسجاده طاعت نشة راه طریق مردان پیش کرده ۔ زسی عمر که بدین طریق صرف کرده و ظہور شیخ در روزگار اتابک سعد بن زنگی بوده و گویند پدر شیخ ملازم اتابک بود تخلص شیخ " سعدی " بدان وجه است " بہارستان شرح گلستان قلمی ورق ۔ ۱۲ ۔ در کتاب خانه شخصی دکتور مولوی محمد شفیع مرحوم ۔ لاہور

اور ہر طرف سے شور و غل کی آوازیں بلندھوئیں ۔ لیکن کوئی شخص فیصلہ کُن بات نہیں کہتا تھا ۔ شیخ سعدی کو اظہارکمال کا موقع ملا فوراً بول اٹھے :

که برهـان قوی باید و معنـوی
نه رگهائے گردن و حجت قـوی

لوگ ان کی طرف متوجه هوئے تو انہوں نے اس خوبی سے اس مسئلہ کو سلجھایا کہ سب ششدر رہ گئے ۔ خود قاضی مسند سے اٹھا اور اپنی پگڑی اُتار کر سعدی کے سر پر رکھ دی ۔

ایک مرتبه دمشق میں لوگوں کی صحبت سے تنگ آکر بیت المقدس کے صحرا میں بادیه نوردی کو نکل گئے ۔ اتفاق سے عیسائیوں نے پکڑ لیا اور طرابلس میں خندق کھودنے پر لگا دیا ۔ بہت پریشان ہوئے ، مجبور تھے ، اتفاقاًایک قدیم دوست کا ادھر سے گزر هوا ۔ اس نے پوچھا خیر تو هے ، بے ساخته بولے ۔

همی گریختیم از مرد مان بکوه و به دشت
که از خدائے نبودم به دیگرے پرداخت

قیاس کن که چه حالت بود دریں ساعت
که با طویله نامردمم بباید ساخت

جو شخص آدمیوں سے بھاگتا پھرتا هے ، جب جانوروں میں پھنس جائے تو پھر اس کی کیا حالت ہوگی ۔ دوست کو ان پر ترس آیا ۔ ان کا فدیه ادا کر کے آزاد کرایا اور اپنےساتھ حلب لے آیا اور سو اشرفی حق مہر پر اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کر دیا ۔ لیکن صاحبزادی شوخ اور زبان دراز تھی ۔ شیخ سعدی سے همیشه ان بن رهی ۔ ایک دن وہ شیخ سے کہنےلگی " تم اپنی ہستی بھول گئے ، وهی تو هو جسے میرے باپ نے دس دینار دے کر قید سے چھڑایا تھا" شیخ سعدی نے برجسته کہا " لیکن سو دینار کے عوض پھر گرفتار کرا دیا ۔

گلستان میں مذکور هے که سعدی نے کبھی بھی زمانے کے نامساعد حالات کا گله نہیں کیا ۔ مگر ایک زمانه میں نه ان کے پاؤں میں جوتا تھا اور نه هی جوتا خریدنے کی قدرت ۔ بہت غمگین اور اداس ہوئے ۔ اسی حالت میں انہوں نے ایک

شکر ادا کیا اور سجدہ ریز ہوئے ـ خدا سے معافی مانگیٓ ـ

عمر کا آخری حصّہ شیخ سعدی نے شیراز میں گزارا ـ سیاسی حالات ٹھیک ہو چکے تھے ـ امن و امان تھا ـ ہلاکو خان کے بیٹےاباقا خان کے وزیر خواجہ شمس الدین جوینی اور خواجہ علاءالدین جوینی دونوں بھائی سعدی سے حد درجہ عقیدت رکھتے تھے ـ سعدی کی گوشہ گیری کے زمانے میں سعدی کے اخراجات کی کفالت کی ـ

تصانیف :

شیخ سعدی کی تصانیف میں قرآن مجید کا فارسی ترجمہ بھی ان سے منسوب کیا جاتا ہے ـ اس ترجمہ کے بارے میں ابھی تحقیق نہیں کی گئی ـ

شیخ کے فارسی کلیات کا ایک ایسا خطی نسخہ انڈیا آفس لائبریری لنڈن میں موجود ہے جو ۷۲۸ ھ (۱۳۲۸ء)کا مکتوبہ ہے ـ کاتب کا نام ابوبکر بن علی بن محمد ہے ـ بقول کاتب اس نے یہ نسخہ شیخ سعدی کے اصل نسخہ سے نقل کیا تھا ـ وہ لکھتا ہے :

" منقول من خط الشیخ العارف السعدی "

کلیاتِ سعدی میں گلستان اور بوستان کے علاوہ حسبِ ذیل کتابیں شامل ہیں ـ

قصاید عربی	قصاید فارسی	مراثی فارسی
ملمعات	مثلثات	ترجیعات
طیبات (غزلیات)	بدائع (غزلیات)	خوانیم (غزلیات)
غزلیات قدیم	کتاب صاحبیہ	مثنویات
مقطعات	رباعیات	مفردات
ہزلیات	مطائبات	پند نامۂ (کریما)

ششں رسائل :

یہ رسائل نثر میں ہیں ـ ان میں سلوک و تصوف کے مضامین اور نصیحت آمیز حکایات درج ہیں ـ

رسالہ اول : در تقریر دیباچہ

رسالہ دوم : در تقریر مجالس پنجگانہ

رسالہ سوم : در سوال صاحب دیوان
رسالہ چہارم : در عقل و عشق
رسالہ پنجم : در نصیحت ملوک
رسالہ ششم : درتقریر ثلثہ

بوستان :

فارسی زبان و ادبیات میں شاہنامہ فردوسی،سکندر نامہ نظامی ، مثنوی معنوی اور بوستان سعدی صنف مثنوی کے مانے ہوئے شاہکار ہیں ۔ جس طرح شاہنامہ فردوسی اور سکندر نامہ نظامی میں جنگ و حرب ، مثنوی مولانا روم میں تصوف و عرفان کا بیان بے مثال ہے اسی طرح بوستان سعدی میں اخلاق و آداب پند و نصیحت ، عشق و جوانی ، ظرافت و مزاح اور زہد و ریا کی حکایات لاثانی اسلوب میں قلم بند کی گئی ہیں ۔

بوستان کا اصل نام سعدی نامہ ہے[10] ۔ اے ۔ جے آربری کا خیال ہے کہ سعدی نے ابوشکور کے آفرین نامہ[11] کو پیش نظر رکھ کر بوستان کو لفظی جامہ پہنایا ۔ بوستان ۱۲۵۷ء (۶۵۵ ھ) میں مکمل ہوئی اور اسی سال سعدی نے اس فن پارے کو ابوبکر بن سعد بن زنگی (۶۰ ـــــ ۱۲۳۱ء) حکمران وقت کی خدمت میں پیش کیا ۔ سعدی لکھتے ہیں ۔

که سعدی که گوئی بلاغت بود
در ایام بوبکر بن سعد بود

بوستان میں تقریباً چار ہزار اشعار ہیں ۔ یہ کتاب دس ابواب اور ایک دیباچے پر مشتمل ہے ۔ ابواب بوستان کی تفصیل اس طرح ہے ۔

باب اوّل : در عدل و تدبیر و رائی
باب دوم : در احسان
باب سوم : در عشق و مستی و شور
باب چہارم : در تواضع

---

[10] بوستان سعدی مرتبہ آقائی محمد علی فروغی ۔ ص ۵۰
[11] کلاسیکی پرشین لٹریچر ، از اے جے آربری ۔ ص ۱۹۵

باب پنجم :	در رضا
باب ششم :	در قناعت
باب ہفتم :	در عالم تربیت
باب ہشتم :	در شُکر بوعافیت
باب نہم :	در توبہ و راہ صواب
باب دہم :	در مناجات

بوستان سعدی کے تراجم :

اس شہرۂ آفاق کتاب کے ترجمے دنیا کی مشہور زبانوں میں ہوچکے ہیں ۔

(۱) پروفیسر محمد الغزالی نے بوستان کا ترجمہ عربی زبان میں کیا ۔

(۲) فریڈرچ (متوفی : ۱۷۷۸ء) نے بوستان کو فصیح جرمن میں ڈھالا ۔ اور ایڈم اویریس نے بھی بوستان کا جرمن میں ترجمہ کیا ۔

(۳) علمو گراف ایک روسی مستشرق نے بوستان کے منتخب حصّوں کا ترجمہ روسی زبان میں کیا ۔ اور چابکین نے مکمل بوستان کا روسی میں ترجمہ کیا ۔

(۴) ترکی زبان میں بوستان کا ترجمہ ہو چکا ہے ۔

(۵) منشی گوبند پرشاد فضا لکھنوی [۱۳] نے بوستان کا اردو میں منظوم ترجمہ کیا ۔

(٦) پروفیسر فاکر نے بوستان کے انتخاب کا انگریزی ترجمہ کیا ۔ کپتان ولبر فورس کلارک نے بوستان کا انگریزی ترجمہ ۱۸۷۹ء میں کیا ۔ میجر میکنن نے بوستان کی چیدہ چیدہ حکایات کو انگریزی میں نظم کیا اور اس کا نام Flowar from the Bustan رکھا ۔ ۱۸۸۰ء میں ڈوی نے بوستان کو انگریزی زبان کا جسم بخشا اور شائع کیا ۔ رائل ایشیاٹک سوسائٹی لنڈن نے بوستان کے انتخاب کا ترجمہ انگریزی میں کیا ۔ معروف عالم مستشرق آر ۔ اے نکلسن

---

[۱۳] تذکرہ آثار شعرائے ہنود مرثیہ دیبی پرشاد ،ص ۱۱۲

نے بھی بوستان کا انگریزی زبان میں ترجمة کیا ـ
(۷) سیّد علیم اللة [14] حسینی جشتی جالندھری (۱۱۳۰ ھ ـــ ۱۲۰۲ ھ) نے انہارالاسرار کے نام سے شرح بوستان السعدی شیرازی بزبانِ فارسی لکھی ـ

بوستانِ سعدی کا اسلوب :

فارسی ادب چار مثنویوں سے مزین ھے جو شہرت اور مقبولیت میں ایک دوسرے کے ھم پایة ھیں ـ شاہنامة فردوسی، سکندر نامة نظامی گنجوی ، مثنوی مولانا روم اور بوستانِ سعدی ـ

بوستان سادگئ الفاظ ، صفائی بیان ، دل نشینئ عبارت ، تسلسل خیالات اور حسنِ ترتیب کا شاندار نمونة ھے ـ سعدی نے اس کو خوبصورت تشبیہات اور دلکش کنایات سے مزیّن ھے ـ
اس کے بہت سے اشعار ضرب المثال کا درجة حاصل کر چکے ھیں ـ اے ـ جے آربری اپنی کتاب کلاسیکل پرشین لٹریچر میں یوں رقم طراز ھیں: [15]

"Many verses from the Bustan have achieved the the status of proverbs. Sa'di also shows himself a master at telling a simple story."

---

[14] سیّدعلیم اللة حضرت میر محمد سعید معروف بة میران بھیک چشتی کے مرید تھے ـ آپ کثیر التصانیت مصنف تھے ـ ان کی کتب میں نزہة السالکین ، شرح اخلاق جلالی ، زبدة الروایات در فقة وغیرة کا تذکرة نویسوں نے ذکر کیا ھے ـ صاحب نزہة الخواطر ۲۳۷/۷ نے ، خزینة الاصیفاء ۵۰۵/۱ کے حوالے سے انہار الاسرار کے علاوة ایک شرح بوستان کا ذکر کیا ھے ـ لیکن حقیقت یة ھے کة صاحب نزہة الخواطر سے تسامح ہو گیا ھے ـ بوستان کی یہی پیش نظر شرح بنام انہار الاسرار ہی ھے ـ صاحب نزہة الخواطر نے مولف کے حالات پر ایک مستقل کتاب اسرارالعلم مؤلفة شیخ عبداللة کا ذکر کیا ھے ـ

بوستان میں شاعرانہ مبالغہ ، شوکت الفاظ اور طرفگی استعارات بہت کم ہے ۔ وہ سادگی اور اعتدال کابہترین مرقع ہے ۔ ولیم جونز اسلوب بوستان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔ ١٦

"The Bustan, in a suitably elegant version, would place Sa'di beside Pope and Dryden in the esteem of English readers."

گلستان :

سعدی ادبیات فارسی کے عظیم ادیب تھے ۔ اپنے مطالب کو خوبصورت اور مختصر عبارات میں ادا کرنا انہی کا حصّہ ہے ۔ ان کی نظم و نثر رواں اور بہتے ہوئے دریا کی مانند ہے ۔ نثر میں ان کی تصنیف ہے جو عام طور پرگلستان سعدی کے نام سے موسوم ہے ۔ یہ کتاب اخلاق جلالی ، اخلاق ناصری اور اخلاق محسنی کی طرح اخلاقیات کے نصاب کی کتاب نہیں پھر بھی تہذیب الاخلاق کے لیے اس سے بہتر کتاب آج تک ایران میں تصنیف نہیں ہوئی ۔ متعدد تذکرہ نویسوں نے گلستان کا سن تصنیف ٦٥٦ ھ (١٢٥٨ء) تحریر کیا ہے ۔ گلستان کے دیباچہ میں سعدی کہتے ہیں ۔

در آن مدت کہ مارا وقت خوش بود
زہجرت شش صد و پنجاہ و شش بود

اس شعر سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ گلستان کاسال تصنیف ٦٥٦ ھ (١٢٨٥ء) ہی ہے ۔ سعدی نے اس کتاب کو سعدبن ابوبکر بن زنگی کے نام دیباچے میں معنون کیا ۔

علی الخصوص کہ دیباچہ ہما نویس
بنام سعد بن ابوبکر بن سعد بن زنگی ست

گلستان ایک تمہید اور آٹھ ابواب پر مشتمل ہے ۔ابواب

---

15 Classical Persian Literature by A.J.Arbery P.195
16 " " " " P.196

کی تفصیل اس طرح ہے ـ

باب اول :	در سیرت پادشاہان
باب دوم :	در اخلاق در ویشان
باب سوم	در فضیلت قناعت
باب چہارم :	در فواید خاموشی
باب پنجم :	در عشق و جوانی
باب ششم :	در ضعف و پیری
باب ہفتم :	در تاشیر تربیت
باب ہشتم :	در آداب صحبت

گلستان کے تراجم :

گلستان کی عظمت اور بزرگی زیادہ تر اس بات سے معلوم ہوتی ہے کہ جس قدر غیر زبانوں کا لباس اس کتاب کو پہنایا گیا ہے ، ایسا فارسی زبان کی کسی اورکتاب کو نصیب نہیں ہوا ـ اے ـ جے ـ آربری نے اپنی کتاب میں سَر ولیم جونز کا قول نقل کیا ہے : ۱۷

"Sir William Jones advised the readers of his Grammar of the Persian Language, 'The first book that I would recommend is, Gulistan or Bed of Roses, a work which is highly recommended in the East and of which there are several translations in Europe."

گلستان کم و بیش دنیا کی سب زبانوں میں ترجمہ ہوچکی ہے ـ ان میں کچھ تراجم کی تفصیل اس طرح ہے ـ

(۱) جارج جنٹس نے گلستان کا ترجمہ لاطینی زبان میں کیا جو ۱۶۵۱ء میں ایمسٹرڈم سے شائع ہوا ـ

(۲) انڈرے ڈریر نے ۱۶۳۴ء ، گاڈین نے ۱۷۸۹ء اور سیمالیٹ نے ۱۸۳۴ء میں گلستان کو فرانسیسی زبان میں منتقل کیا ـ ۱۸۸۰ء میں باربیہ ڈومینر نے گلستان کو فرانسیسی زبان کا جسم بخش کر اس پر حاشیہ آرائی بھی کی ـ

---

17. Classical Persian Literature, by Arbery. P.199

(۳) فریڈرک اکسیناخ نے گلستان کا جرمن ترجمہ کیا۔ ایڈم اولی ایریس نے بھی گلستان کا ترجمہ جرمن میں کیا اور اس ترجمے کو ذی وقعت اور شاندار تصاویر سے مزیّن کیا جو ۱۶۵۴ء میں لائپزگ سے شائع ہوا ۔ کارل ہائنرچ کراف نے ایک اور جرمن ترجمہ ۱/۳۶ء میں لیزگ سے شائع کروایا ۔ فریڈرک روزن نے گلستان کے انتخاب کا ترجمہ جرمن میں کیا ۔

(۴) گلیڈون نے گلستان کو انگریزی میں منتقل کیا۔ یہ ترجمہ ۱۸۰۶ء میں کلکتہ سے شائع ہوا ۔ ایڈینی سن راس کے انگریزی ترجمہ کو رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے شائع کیا۔ ایسٹوک نے بھی انگریزی نظم کا نظم اور نثر کا نثر میں ترجمہ کیا ۔ یہ ترجمہ ۱۸۵۲ء میں ہرٹ فورڈ میں شائع ہوا ۔ ای ۔ جی ۔ براؤن نے بھی گلستان کے کچھ حصّوں کا ترجمہ انگریزی میں کیا ۔

(۵) جرادو داولن شیسں نے ۱۸۶۰ء میں گلستان کا اطالوی زبان میں ترجمہ کر کے نیپلز سے شائع کیا ۔

(۶) گیدرکی ڈن نے رومانیہ میں گلستان کو ترجمہ کر کے ۱۹۵۹ء میں شائع کیا ۔

(۷) وارکو بیکور نامی فاضل خاتون نے چیکوسلواکیہ میں اس کتاب کو اپنی زبان کا رنگ و روپ دیا ۔

(۸) ۱۸۷۹ء میں گلستان کو پولینڈ کی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کیا گیا ۔

(۹) انڈس با ڈراگ اور گزاکپس نے ہنگری میں گلستان کا ترجمہ کیا ۔

(۱۰) فحیم با حیرا روک نے ۱۹۲۹ء میں گلستان کو یوگوسلووی زبان میں ترجمہ کیا ۔

(۱۱) ثریکو نے ۱۹۲۳ء ، یولی کرلی نے ۱۸۷۱ء میں گلستان کو یونانی میں منتقل کیا اور ۱۸۵۹ء میں کسی نامعلوم مترجم کا ترجمہ شائع ہوا ۔

(۱۲) ڈاکٹر نزاریس نے ۱۸۵۷ء اور غلموگراف نے ۱۸۵۸ء میں روسی زبان میں گلستان کا ترجمہ کیا ۔ ۱۹۵۹ء میں برملسں نے گلستان کا ایک عمدہ ترجمہ رُوسی زبان میں کیا۔

(۱۳) گلستان کے انتخاب کا ترجمہ جاپانی زبان میں ۱۹۲۲ء میں شائع ہوا ـ ۱۹۳۸ء میں ٹی ٹیکا ، ۱۹۵۱ء میں ای ساوا اور ۱۹۵۳ء میں ایٹچی گامو نے اس معروف شاہکار کو جاپانی جسم عطا کیا ـ

(۱۴) ترکی زبان و ادب بھی گلستان کے ترجمے سے محروم نہیں ـ

(۱۵) مشہور مصری ادیب جبریل نے گلستان کا ترجمہ فصیح عربی میں کیا اور یہ ترجمہ نظم کا نظم اور نثر کا نثر میں کیا ـ استاد محمد الغزالی نے گلستان کا ترجمہ عربی میں کر کے اس کا نام " روضۃ الورد " رکھا ـ یہ ترجمہ دمشق میں چھپ چکا ہے ـ

(۱۶) بنگالی میں گلستان کا خوبصورت ترجمہ ہو چکا ہے ـ

(۱۷) گجراتی میں گلستان کا ایک عمدہ ترجمہ موجود ہے ـ

(۱۸) میر شیر علی افسوس نے ولزلی گورنر جنرل ہندوستان کے عہد میں گلستان کا اردو ترجمہ نثر کا نثر اور نظم کا نظم میں کیا ـ

(۱۹) پنڈت مہر چنداس مہاجن اگروال نے گلستان کو بھاشا کا قالب بخشا اور نظم کا نظم اور نثر کا نثر میں ترجمہ کیا اور اس ترجمے کا نام " پشپوپ بن "رکھا۔ گلستان کے آٹھویں باب کا ترجمہ بھی بھاشا زبان میں ہوا اور وہ " پشپوپ باٹکا " کے نام سے مشہور ہے ـ

(۲۰) دیوان جانی بہاری لال راضی سکنہ آگرہ نےگلستان کا منظوم ترجمہ اردو زبان میں کیا ـ اس ترجمہ کا نام انہوں نے نگار راضی رکھا ـ

(۲۱) منشی کنور سین عزیز شاگرد ذوق متوفی ۱۸۷۰ء نے سعدی کی گلستان پر اردو حواشی تحریر کیے ـ

(۲۲) خان آرزو نے گلستان کی شرح لکھی اور "خیابانِ گلستان " نام رکھا ـ ٹیک چند نے اپنی شرح گلستان سعدی کا نام " بہارستان " رکھا ـ

تقلید سعدی شیرازی :

سعدی کے سبک نظم و نثر کی تقلید ایران اور برصغیر پاکستان و ہندوستان کے بہت سے شعرا اور ادباء نے کی ـ صرف گلستان کی تقلید میں پانچ کتب تصنیف کی جا چکی ہیں ـ ان کی تفصیل اس طرح ہے ـ

۱ ـ	امیر خسرو کی	شکرستان
۲ ـ	مجد الدین خوانی کی	خارستان
۳ ـ	مولانا عبد الرحمان جامی کی	بہارستان
۴ ـ	معین الدین چوینی کی	نگارستان
۵ ـ	حبیب قاآنی کی	پریشان

لیکن ان کتب کے حصّے وہ شہرت نہ آسکی جو گلستان کا مقدر تھی ـ

اسلوبِ گلستان :

گلستان فارسی ادبیات میں نثر کی خوبصورت ترین کتاب ہے ـ وہ بلاشبہ ادبیاتِ عالم میں بے نظیر اور بے مثال کتاب ہے ـ اے ـ جے ـ آربری لکھتا ہے ؛

"Gulistan has enjoyed a vogue in Europe for over three centuries."

گلستان سعدی کے اسلوب کو مولانا الطاف حسین حالی مندرجۂ ذیل الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں ـ

" گلستان کے ابواب کی عمدہ ترتیب ، اس کے فقروں کی برجستگی ، اس کے الفاظ کی شستگی ، اس کے استعارات کی جزالت ، اس کی تمثیلات و تشبیہات کی طرفگی اور پھر باوجود ان تمام باتوں کے عبارت میں نہایت سادگی اور صفائی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شیخ (سعدی) نے اپنی عمرعزیز کا ایک معتدبہ حصّہ اس کی تصنیف میں صرف کیا تھا " [۱۹]

---

۱۸ Classical Persian Literature, Arbery p.199

سعدی شیرازی نے خود گلستان کے دیباچہ میں رقم کیا ہے کہ ۔

" برخی از عمر گران مایہ برو خرج موجب تصنیف کتاب این بود ، باللہ توفیق " [۲۰]

گلستان کی نثر سلاست ، فصاحت و بلاغت ، ایجاز و اختصار متانت ، استحکام ، ربط اور ظرافت کے علاوہ شاعری کے تمام لوازمات حسن کو بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ ملک الشعرا بہار، گلستان کی نثر کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔

"سعدی نے اس کتاب میں نثر کا جدید اسلوب ایجاد کیا "

گلستان کی نثر زیادہ تر مقفیٰ و مسجع ہونے کے باوجود انتہائی سلیس اور سادہ ہے ۔ تکلف ، تصنع نام کو نہیں ۔ خوبصورت الفاظ ، دلکش اور نئی تراکیب کی خاطر سعدی معنی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ۔ ایسا مربوط اسلوب سعدی کا کارنامہ ہے ۔

گلستان سعدی قافیہ ، تشبیہ ، کنایہ ، استعارہ ، تجنیس ، مرعات النظیر اور مسجع ہونے کے باوجود سادگی اور پرکاری کا عظیم نمونہ ہے ۔

گلستان ، شیخ سعدی کی حکمتِ عملی کا مکمل نمونہ ہے ۔ سعدی نے علم سیاست و اخلاق اور اجتماعی علوم کا عطر نکال کر دلکش ترین عبارات میں پیش کیا ہے ۔

سعدی کی طرح کسی اور ادیب نے بادشاہوں ، امیروں، وزیروں ، سیاستدانوں ، فقیروں اور صاحبِ اقتدار لوگوں کو حُسنِ سیاست ، دادگری ، رعایا پروری کی دعوت نہیں دی ۔ سعدی مختصر حکایات میں ظالم کو ظلم ، جھوٹے کو جھوٹ اور فاسق کو فسق کے بارے میں تنبیہ کرتے ہیں ۔ گلستان کے باب اول در سیرت پادشاہان کی دو مختصر مگر جامع حکایات ملاحظہ کیجیے ۔

---

[۱۹] حیاتِ سعدی، الطاف حسین حالی، مرتبہ محمد اسماعیل پانی پتی ص ۸۲ ۔ [۲۰] گلستان سعدی مرتبہ محمد علی فروغی ، ص ۱۳

(۱) کسی مژدہ پیش نو شیروان عادل آورد کہ شنیدم فلاں دشمن ترا خدای عزوجل برداشت ـ گفت ، " ہیچ شنیدی کہ مرا بگزاشت " ـ

اگر بمرد عدو جای شادمانی نیست
کہ زندگانیٔ ما نیز جاودانی نیست

(۲) یکی از ملوک بی انصاف ، پارسائی پرسید کہ از عبادت ھا کدام فاضل تر ؟ گفت " ترا خوب نیم روز تا درآن یک نفس خلق را نیازاری " ـ

ظالمی را خفتہ دیدم نیم روز
گفتم این فتنہ است خوابش بردہ بہ

وآن کہ خوابش بہتر از بیداریست
ہم چنان از زندگانی مردہ بہ

سعدی نے اپنی کتاب کو دنیا کے ہرطبقہ کی داستانوں سے آراستہ کیا ھے ـ ان کی حکایات میں ھمیں بادشاہوں، وزیروں، امیروں، فوجیوں، حاکموں، محکوموں، طاقتوروں، کمزوروں ، درویشوں ، رندوں ، زاہدوں ، مستوں ، عارفوں ، تاجروں ، مزدوروں، عاشقوں ، رقیبوں ، محتسبوں ، آخرت پرستوں اور دنیاداروں کو ان کے فرائض سے آگاہ کیا ھے ـ

اے ـ جے ـ آربری نے سعدی کے فن اور شخصیت کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ھے : ۲۰

"it is the Gulistan that one must look to discover Sadi's art, mastery and personality."

سعدی شیرازی نے گلستان کو اسلوب کی مندرجہ ذیل خوبیوں سے چارچاند لگائے ھیں ـ

۱ ـ سعدی چھوٹے چھوٹے اور برجستہ جملے لکھنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے جو بقول مولانا الطاف حسین حالی " یہ ریشم کے لچھے معلوم ھوتے ھیں " ـ ان کی نثر نظم کی

---

۲۰. Classical Persian Literature, Arbery. p.203

مانند رواں ہے مثلاً :-

" من آنم ، کہ من دانم " -

" ہر کہ آمد عمارت نوساخت " -

" اندک اندک بہم شود ، بسیار " -

" ہرجا کہ گل ست ، خار ست " -

" جور استاد بہ زمر پدر " -

۲ - سعدی کی تشبیہات تازہ ، شگفتہ اور عمدہ ہوتی ہیں - مضمون کو زیادہ موثر بنانے کے لئے وہ حسین و جمیل اور نئی نئی تشبیہات کو استعمال کرتے ہیں - جیسے :-

" این پسر از باغ زندگانی بر نخوردہ است
واز ریحانِ جوانی تمتع نیافتہ "

۳ - شیخ سعدی کی نثر ایجاز و اختصار کا بہترین مرقع ہے ، مگر ان کا اختصار معنی کو مجروح نہیں کرتا - وہ وسیع مضامین کو مختصر ترین الفاظ میں اس طرح لاتے ہیں کہ مکمل معنی سمجھ میں آجاتے ہیں -

" دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم "

" عاقبت گرگزادہ ، گرگ شود "

" محتسب را درون خانہ چہ کار "

۴ - ان کے منتخب کیے ہوئے الفاظ خوش آہنگ ، موزوں اور مناسب ہوتے ہیں ؛ جن کی وجہ سے عبارت میں ترنم پیدا ہوتا ہے -

" کہن جامہ خوایش آراستن ، بہ از جامہ عاریت خواستن "

۵ - سعدی برجستہ ، بے ساختہ جملوں سے حقیقت نگاری کرتے ہیں - ان کے اکثر فقرے ضرب المثل کا درجہ رکھتے ہیں -

" مشک آن است کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید " -

" گردن بے طمع بلند بود "

۶ - نثر شیخ سعدی مسجع اور مقفیٰ ہے - مگر سلیس ، سادہ اور رواں ہے - ان کے فقرے اشعار کے مصرعے معلوم ہوتے

ھیں ـ

" چشمش نگران است که ملکش با دیگران است "

" تا تریاق از عراق آوردہ شود ، مارگزیدہ
مردہ شود "

۷ ـ حکایات میں موقع محل کے مطابق اشعار کا پیوند لگانا بہت مشکل کام ھے ـ مگر سعدی اس فن کے عظیم اُستاد ھیں ـ وہ اس مشکل فن کو بہت خوش اسلوبی سے انجام دیتے ھیں اور حکایات کو اشعار سے آراستہ کرتے ھیں ـ

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

۸ ـ وہ حکایات میں مناسب مقامات پر آیاتِ قرآنی کو انگوٹھی میں نگینے کی طرح جڑ دیتے ھیں ـ ان کی چمک حکایات کے معنی و موضوع کو روشن اور واضح کر کے اخلاق کے درس میں مدد دیتی ھے ـ

" ان مع العسر یسرا "

(۳۰ پارہ الم نشرح)

(بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ھے)

" کلوا واشربوا ولاتسرفوا "

(۸ پارہ الاعراف)

(کھاؤ اور پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو)

۹ ـ احادیثِ نبویؐ کو انہوں نے اپنی حکایات میں استعمال کیا اور ان کے مطلب کی تفہیم میں آسانی پیدا کی ـ

" کل مولود یولدُ علی الفطرۃ ، فابواہ یہودانہ
اوینصرانہ او یمجسانہ "

ترجمہ (ہر بچّہ (اسلام کی) فطرت پر پیدا ھوتا ھے اور اس کے ماں باپ اس کو یہودی،نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ھیں ـ)

۱۰ ـ سعدی مختصر اور سیدھی سادی حکایات کا بیان لطیف اسلوب میں کر کے ان سے پاکیزہ اور متاثرکُن نتائج برآمد کرتے ھیں ـ عربی جملوں کو اپنی حکایات کی وضاحت کے

لئے دلکش انداز میں باندھنا سعدی کا کمالِ فن ہے ۔
۱۱ ۔ گلستان کی کوئی حکایت ایسی نہیں جو خلافِ واقعہ ہو ۔ سعدی ایسی باتیں لکھتے ہیں جو اکثر لوگوں کو روزمرہ زندگی میں پیش آتی ہیں ۔ وہ مبالغہ آمیزی اور حاشیہ آرائی سے حتی المقدور گریز کرتے ہیں ۔

القصہ سعدی کے آثار نظم و نثران کے تجربات ، غوروفکر مشاہدے اور سیرو و سیاحت کا نتیجہ ہیں ۔ ان کو سفر کے دوران مختلف اقوام و ملل سے ملنے کا موقع ملا اور انہوں نے ان تجربات کا عطر ایسے دل نشین انداز میں پیش کیا کہ آج تک ان کی خوشبو ذی علم لوگوں کے ذہنوں کو معطر کرتی ہے ۔ وہ خود کہتے ہیں ۔

در اقصای عالم بگشتم بسی
بسر بزدم ایام باهر کسی

تمتع زهر گوشئے یافتم
زهر خرمنی خوشئے یافتم

ان گراں مایہ تجربات کو سعدی نے موزوں اور دلکش الفاظ میں حکایات کی صورت میں امثال و اشعار سے مزیں کر کے اخلاقی اور اجتماعی اصولوں کا ایک حسین مجموعہ تیارکیا بقول رضا زادہ شفق :

متعلمان را بکار آید
و مترسلان را بلاغت افزاید